

غدیر خم تاریخ کے آئینہ میں

مؤلف: محمد باقر انصاری

مترجم: مولانا مقدر حیدر روحانی

خطبہ غدیر ایک قدآور آئینہ کی طرح ولایت امیر المؤمنین کی ایک نمایاں تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ خطبہ غدیر عالم اسلام میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ یہ اہمیت، خطبہ کے مضمون اور اس خاص ماحول کی وجہ سے ہے جس میں وہ دیا گیا ہے۔ خطبہ غدیر میں حضرت پیغمبر اسلام کے اہم مقاصد کو مندرجہ ذیل موارد میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے:

- ۱۔ اپنے جانشین کا تعین کر کے، دو برسوں کی ۲۳ سالہ زحمات سے نتیجہ نکالنا
- ۲۔ اس اہم عہدہ کے لائق جانشینوں کے ذریعہ اسلام کی دائمی حفاظت
- ۳۔ خلیفہ کے تعین کے لئے رسمی اقدام جو بین الاقوامی برادری میں سند بن سکے
- ۴۔ قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے واسطے صراط مستقیم کا تعین
- ۵۔ مخالفین اور دشمنان اسلام پر تمام حجت

ان بلند مقاصد کے حصول کے لئے واقعہ غدیر ایسے ماحول میں رونما ہوا جو اس کے شایان شان تھا۔ حضرت امام محمد باقر فرماتے ہیں:

لَمَّا يُنَادِ بِشَيْءٍ مِّمَّنْ مَا نُودِيَ بِأَوْلِيَائِهِ يَوْمَ الْغَدِيرِ! - ترجمہ: کسی بھی حکم کا

اعلان غدیر میں اعلان ولایت جیسا نہیں ہوا ہے۔

۱۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی، اصول کافی (ج ۲)، ص ۲۱

غدیر کی خاص عظمت کو مندرجہ ذیل صورتوں میں اجاگر کیا جاسکتا ہے:

۱۔ اسلام کے بنیادی اعتقاد کی تبلیغ کے لئے عظیم مجمع، خاص منبر اور بیان کے خاص طریقہ کا اہتمام کیا گیا۔ اسی موقع پر پیغمبر اسلام نے لوگوں کو الوداع کہا جو اس بات کی دلیل تھی کہ ولایت امیر المؤمنین کے اعلان کے بعد، اسلام باہری دشمنوں کے مقابلے میں ناقابل شکست ہو گیا ہے۔

۲۔ مسئلہ امامت صرف ایک خبر، پیغام اور خطبہ کی صورت میں بیان نہیں ہوا، بلکہ حکم اور فرمان کے عنوان سے بیان کیا گیا اور تمام مسلمانوں سے بیعت اور عہد لینے کا اعلان ہوا۔

۳۔ میدان غدیر کا جغرافیائی محل وقوع: یہ واقعہ مقام جحفہ سے قبل رونما ہوا۔ جحفہ وہ جگہ ہے جہاں سے مختلف شہروں کے راستے الگ ہوتے ہیں۔ اسی طرح تین روز تک چلتے بیابان میں پڑاؤ ڈالنا اور حجۃ الوداع کا عظیم مجمع بھی واقعہ غدیر خم کی خاص پہچان ہے۔

۴۔ اس واقعہ میں حضرت پیغمبر اسلام خطیب ہیں اور مخاطب وہ لوگ ہیں جو ابھی حج کر کے آرہے ہیں۔

۵۔ خداوند کا خطاب: ”اے پیغمبر! پہنچا دیجئے اس پیغام کو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر نازل کیا جا چکا ہے اور اگر آپ اس پیغام کی تبلیغ نہیں کرتے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے کار رسالت انجام نہیں دیا۔“ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی حکم کی تبلیغ کے لئے پیغمبر اسلام کو اس طرح سے مخاطب نہیں کیا۔

۶۔ منافقوں کی مخالفت کا خوف اور ولایت و امامت کی تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر اسلام کو سخت حکم بھی واقعہ غدیر کا ایک خاص پہلو ہے جس سے اس کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

۷۔ واقعہ غدیر کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت لی ہے کہ اس حکم کے اعلان کے بعد دشمنوں کے شر سے پیغمبر کو محفوظ رکھے گا جب کہ دوسرے احکام دین کی تبلیغ کے سلسلے میں ایسا کوئی خوف نہیں تھا اور نہ ہی اس طرح کی ضمانت لی گئی۔

۸۔ پیغمبر اسلام نے مقام ولایت اور اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے بہت ہی بلند و اہم مفہیم کو اپنے خطبہ میں بیان فرمایا جس سے واقعہ غدیر کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

۹۔ خطبہ غدیر کے پہلے اور بعد کچھ خاص باتوں کا لحاظ کیا گیا جیسے بیعت، عمامہ (سحاب) اور مبارکباد۔ ان سب باتوں سے واقعہ غدیر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

۱۰۔ خداوند تبارک و تعالیٰ کا ارشاد کہ: ”آج کے روز تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر تمام کر دیا“، اس روز تک اس طرح کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔

۱۱۔ غدیر میں پیغمبرؐ کے خطبہ کی طرف ائمہ کی خاص توجہ، خاص کرامیر المؤمنینؓ اور حضرت زہراؑ کا یہ ارشاد کہ: ”غدیر خم نے کسی کے لئے کوئی عذر باقی نہ رہنے دیا“ اسی طرح علماء کا ائمہ کی پیروی میں غدیر سے متعلق تفصیلی مباحث کا اہتمام۔

۱۲۔ یہ حدیث اپنے طریقہ نقل، سند اور تاریخی، کلامی اور ادبی نقطہ نظر اور لوگوں کے دلوں پر اثر انداز ہونے کے اعتبار سے ولایت کے سلسلے میں نقل کی گئی دیگر تمام روایات میں ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے۔ محققین نے اس حدیث کے تواتر کو ثابت کیا ہے اور ہر فرقہ اور مسلک کے مسلمانوں نے اس حدیث کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔

یہ ساری باتیں اس امر کی طرف دلالت کرتی ہیں کہ اسلامی تہذیب میں واقعہ غدیر کی خاص اہمیت ہے اور ہمیں چاہئے کہ ہم شیعوں کے اس بنیادی اعتقاد کو اپنی تمام تر قوت و طاقت سے حفاظت کریں۔

مدینہ سے غدیر تک^۲

سفر کا آغاز: پیغمبر اسلامؐ نے ہجرت کے دسویں سال میں پہلی بار رسمی طور پر حج کا عام اعلان کیا تاکہ سبھی لوگ جو استطاعت رکھتے ہیں حج میں حاضر ہوں۔ آنحضرتؐ نے اس سفر کو حجۃ الوداع کا نام دیا جس کا

۱۔ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار (ج ۲۸)، ص ۱۸۶، (ج ۴۳)، ص ۱۶۱؛ طبری، محمد بن جریر، دلائل الاملاء، ص ۳۸؛ شیخ

صدوق، خصال، ص ۱۷۳؛ اثبات الہدایۃ بالنصوص والمعجزات (ج ۲)، ص ۱۱۵

۲۔ الشیخ عبداللہ بن نور اللہ البحرانی الاصفہانی، عوالم العلوم والمعارف والاقوال من الآیات والأخبار والاقوال فی احوال الایمام الحججۃ بن

الحسن المہدی (ج ۱۵)، ص ۱۶۷ و ۲۹؛ علامہ ابنینی، الغدیر فی کتاب السنہ والادب (ج ۱)، ص ۱۰ و ۹؛ بحار الانوار (ج ۲۱)، ص

۳۶۰، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۹۰، (ج ۲۸)، ص ۹۵، (ج ۳۷)، ص ۲۰۱

مطلب تھا کہ یہ واحد سفر حج ہے جس میں لوگ آنحضرتؐ کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں۔ اس سفر کا مقصد اسلام کے دو ضروری حکم کا بیان کرنا تھا جو ابھی تک لوگوں کے لئے مکمل اور رسمی انداز میں بیان نہیں ہوا تھا: ایک حج اور دوسرا مسئلہ خلافت و ولایت اور پیغمبر اسلامؐ کے بعد آپ کی جانشینی۔ پیغمبر اسلامؐ نے حکم الہی کے بعد مدینہ اور اطراف مدینہ میں منادی کروادی اور اس سفر کی اطلاع ہر ایک کو پہنچائی گئی تاکہ جو چاہے اپنے آپ کو اس سفر کے لئے آمادہ کر کے آنحضرتؐ کی ہمراہی کر سکے۔ اس اعلان عام کے بعد بہت سے لوگ اطراف مدینہ سے شہر آگئے، تاکہ آنحضرتؐ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ مکہ کے سفر میں آپ کے ہمراہ ہو سکیں۔ پیغمبر اسلامؐ کا یہ قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا۔ سفر کے دوران مکہ پہنچنے تک راستہ میں بہت سے لوگ اس قافلہ میں شامل ہوتے رہے۔ یہ اہم خبر دور دراز کے علاقوں میں بھی پھیل گئی۔ اطراف مکہ اور دوسرے شہروں جیسے یمن وغیرہ سے بھی لوگ مکہ کی طرف روانہ ہوتے رہے، تاکہ احکام حج کی تفصیل کو اپنے پیغمبرؐ سے سیکھ سکیں اور حضرت کے اس پہلے سفر حج میں شرکت کر سکیں۔ اس کے علاوہ حضرت نے اس بات کی طرف بھی اشارہ فرمایا تھا کہ یہ سال میری عمر کا آخری سال ہے، جس کی وجہ سے بہت سے لوگ اس سفر میں شریک ہوئے۔ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے مراسم حج میں شرکت کی۔ جس میں صرف ستر ہزار افراد مدینہ سے آپ کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے۔

مدینہ سے مکہ تک! حضرت پیغمبر اسلامؐ کا یہ عظیم قافلہ روزِ شنبہ، بتاریخ پچیسویں ماہ ذی قعدہ کو مدینہ سے مکہ کے لئے روانہ ہوا۔ آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق لوگوں نے لباس احرام ساتھ رکھ لیا تھا اور خود حضرت نے بھی غسل کیا اور دو لباس احرام اپنے ساتھ لیا اور احرام کے لئے مدینہ کے قریب مسجد شجرہ تک گئے۔ پیغمبر اسلامؐ کے اہل بیت یعنی جناب فاطمہ زہرا (س)، امام حسنؑ، امام حسینؑ نیز آنحضرتؐ کی ازواج و انٹوں کے کجاوے پر سوار آپ کے ہمراہ تھیں۔

مسجد شجرہ کے پاس پہنچ کر احرام باندھا گیا اور اس طرح مکہ کا دس روزہ سفر کا آغاز ہوا اور سوار اور پیدل لوگوں پر مشتمل ایک عظیم قافلہ آنحضرتؐ کے ساتھ روانہ ہوا۔ اتوار کی صبح کو ایک علاقہ میں پڑاؤ ڈالا

۱۔ الغدیر (ج ۱) ص ۱۰۹؛ بحار الانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۳، ۳۸۳، ۳۶۰، ۳۹۰، (ج ۲۸) ص ۹۵، (ج ۳) ص ۲۰۱؛ عوالم العلوم (ج

گیا اور قافلہ رات تک وہیں رکا رہا اور نماز مغرب و عشاء کے بعد روانہ ہوا۔ دوسرے دن صبح یہ قافلہ ”عرق الطیبیہ“ پہنچا اور پھر منزل ”روحاء“ پر تھوڑی دیر کے لئے رکا۔ نماز عصر کے وقت یہ قافلہ منزل ”مُضَرَف“ پر پہنچا۔ نماز مغرب و عشاء کے وقت منزل ”مُنْعَشِي“ میں یہ قافلہ رکا اور رات کا کھانا اسی جگہ کھایا گیا۔ نماز صبح کے وقت یہ قافلہ منزل ”اَثَايَه“ میں، منگل کے دن صبح کے وقت منزل ”عَرَج“ میں اور بدھ کے دن منزل ”سَقِيَاء“ میں تھا۔

پیدل چلنے والوں نے راستہ کی سختی اور تکلیف کے بارے میں پیغمبر اسلام سے شکایت کی اور آپ سے سواری کی درخواست کی لیکن حضرت کے پاس کوئی سواری نہیں تھی۔ آپ نے حکم دیا کہ سفر کی آسانی کے لئے اپنی اپنی کمریں باندھ لو اور اپنی رفتار کو تیز رفتاری اور دوڑنے کے درمیان کر لو، اس حکم پر عمل کرنے سے بہت راحت ملی۔

جمعرات کے دن یہ قافلہ منزل ”ابواء“ پہنچا جہاں پر پیغمبر اسلام کی والدہ جناب آمنہ کی قبر تھی۔ حضرت نے ماں کے قبر کی زیارت کی۔ یہ قافلہ جمعہ کے دن ”جحفہ“ اور ”غدیر“ سے ہوتا ہوا منزل ”قُدَيْد“ کی طرف روانہ ہوا اور سنیچر کے دن وہیں پر رکا رہا۔ اتوار کے دن یہ قافلہ منزل ”عُصْفَان“ اور دو شنبہ کے دن منزل ”مراظھران“ پر پہنچا اور رات تک وہیں رکا رہا۔ رات کو یہ قافلہ منزل ”سِيْرَف“ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بعد کی منزل مکہ معظمہ تھی۔ دس دن کی مسافت طے کرنے کے بعد منگل کے روز بتاریخ پانچویں ذی الحجہ کو عالم اسلام کا یہ پہلا حج قافلہ اپنے جاہ و جلال کے ساتھ شہر مکہ میں وارد ہوا۔

یمن کے حجاج امیر المومنین کے ہمراہ: جن دنوں میں سفر حج کا اعلان ہوا، امیر المومنین ایک لشکر کے ساتھ پیغمبر اسلام کی طرف سے نجران اور یمن گئے ہوئے تھے۔ اس سفر کا مقصد اسلام کی تبلیغ، خمس، زکات اور جزیہ کی جمع آوری اور اہل یمن کے بیچ موجود اختلاف کا حل تھا۔

پیغمبر اسلام نے مدینہ سے روانہ ہوتے وقت، امیر المومنین کے لئے ایک خط لکھا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ آپ بھی اپنے لشکر اور یمن والوں کے ہمراہ مراسم حج میں شرکت کے لئے مکہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ امیر المومنین نجران اور یمن میں ضروری کاموں سے فراغت کے بعد اپنے لشکر اور یمن کے بارہ

ہزار لوگوں کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔

پیغمبر اسلام کا قافلہ مکہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اسی دوران امیر المؤمنینؑ بھی مکہ کے قریب پہنچے اور آپ نے حکم دیا کہ یمن کے لوگ میقات میں احرام باندھیں۔ اس کے بعد حضرت علیؑ نے لشکر میں ایک جانشین معین کیا اور خود سب سے پہلے پیغمبرؐ کی ملاقات کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ مکہ کے قریب آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچے اور اپنے سفر کی روداد بیان کی۔ پیغمبرؐ بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ جتنی جلدی ہو سکے اپنے لشکر اور حجاج یمنی کو مکہ لے آئیں۔ امیر المؤمنینؑ اپنے لشکر میں واپس آئے اور ان کے ساتھ منگل کے دن بتاریخ پانچویں ذی الحجہ کو پیغمبر اسلامؐ کے قافلہ کے ہمراہ مکہ میں وارد ہوئے۔

اعمال حج: نویں ذی الحجہ کو مراسم حج کا آغاز ہوا۔ حضرت عرفات اور پھر مشعر گئے اور دسویں روز منیٰ میں قربانی، رمی جمرات اور دوسرے اعمال کو انجام دیا۔ اس کے بعد طواف وسعی اور دوسرے اعمال حج کو انجام دیا اور ہر جگہ ہر عمل کے واجبات اور مستحبات کو لوگوں کے لئے بیان فرمایا۔ اس طرح بارہویں ذی الحجہ کو تین روزہ اعمال حج تمام ہوا۔

میراث انبیاءؑ صاحب ولایت کی تحویل میں: مراسم حج کے اختتام پر پیغمبر اسلامؐ پر یہ آیت نازل ہوئی:

”آپ کی نبوت اختتام کو پہنچی اور عمر کامل ہو گئی، اسم اعظم، آثار علم اور میراث انبیاءؑ کو علی ابن ابی طالب کے حوالہ کر دیجئے کہ وہ پہلے مومن ہیں۔ میں زمین کو بغیر اس عالم کے جس کے ذریعہ میری اطاعت اور میری ولایت پہچانی جائے اور میرے پیغمبرؐ کے بعد حجت ہو، نہیں چھوڑونگا۔“

انبیاء علیہم السلام کی یادگار چیزیں جیسے صحف آدمؑ و نوحؑ و ابراہیمؑ اور توریت و انجیل و عصائے موسیٰ، سلیمانؑ کی انگوٹھی اور وہ تمام عظیم میراثیں جو فقط حج الہی کے ہاتھوں میں ہوتی ہیں اور انبیاءؑ گذشتہ اور ان کے اوصیاء کے ہاتھوں سے ہوتی ہوئی خاتم الانبیاءؑ کے ہاتھوں تک پہنچی تھیں اور اب آپ ہی ان کے محافظ تھے اور اب ان تمام چیزوں کو آنحضرتؐ کے اوصیاء کی طرف منتقل ہونا چاہئے۔

پیغمبر اسلامؐ نے امیر المومنینؑ کو اپنے قریب بلایا اور خصوصی جلسہ کیا اور پھر وداع الہی کو آنحضرتؐ کی تحویل میں دے دیا۔ اس طرح انبیاءؑ کی چھ ہزار سالہ میراث امیر المومنینؑ کے سپرد ہوئی۔ یہ وداع امیر المومنینؑ کے بعد دوسرے ائمہ ہدیٰ تک منتقل ہوئیں اور ابھی تک پروردگار کے آخری حجت حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کے دست مبارک میں ہیں۔

امیر المومنینؑ کے عنوان سے سلام: غدیر کی طرف روانگی سے پہلے مکہ میں جبرئیل نازل ہوئے اور امیر المومنین کے لقب کو خصوصی طور پر حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے لئے لائے اگرچہ یہ لقب پہلے بھی آنحضرتؐ کے لئے معین ہو چکا تھا۔

پیغمبر اسلامؐ نے حکم دیا کہ تمام بزرگ صحابہ ایک جگہ جمع ہوں اور حضرت علیؑ کے پاس جائیں اور امیر المومنین کے عنوان سے آپ کو سلام کریں: ”السلام علیک یا امیر المومنین“ اور اس طرح پیغمبر اسلامؐ اپنی حیات میں ہی ان لوگوں سے حضرت علیؑ کے امیر ہونے کا اقرار لیا۔

غدیر میں حاضر ہونے کا عام اعلان^۲: پیغمبر اکرمؐ کا یہ پہلا اور آخری سفر حج تھا اور لوگوں کو اس بات کی توقع تھی کہ آنحضرتؐ کچھ دنوں مکہ میں رکیں گے۔ لیکن اتمام حج کے فوراً بعد آپ نے اپنے منادی بلال کو حکم دیا کہ لوگوں کو آگاہ کر دیں:

”کل چودہ ذی الحجہ کو سبھی روانہ ہوں تاکہ معینہ وقت پر غدیر خم میں حاضر رہیں اور معذوروں کے علاوہ کوئی مکہ نہ رکے۔“

غدیر خم کا محل وقوع^۳: غدیر خم وادی جحفہ کے سیلابی راستہ میں کھلا ہوا وسیع بیابان ہے۔ یہ سیلاب مشرق سے مغرب کی سمت جاری ہوتا تھا اور غدیر کو پار کرتا ہوا جحفہ تک پہنچتا تھا۔ اس کے بعد دریائے سرخ تک جاری رہتا تھا اور سیلاب کا پانی دریا میں مل جایا کرتا تھا۔

۱۔ بحار الانوار (ج ۳۷)، ص ۱۱۰ و ۱۱۱؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵)، ص ۳۹؛ کتاب سلیم بن قیس ہلالی، ص ۳۰

۲۔ بحار الانوار (ج ۲)، ص ۳۸۵، (ج ۳)، ص ۱۱۱ و ۱۵۸؛ اثبات الہدایہ (ج ۲)، ص ۱۳۶، ح ۵۹۳؛ غدیر (ج ۱)، ص ۲۶۸ و ۲۶۹

۳۔ ابو عبید عبد اللہ بن عبد العزیز بن محمد البکری الأندلسی (المتوفی: ۵۳۸ھ)، معجم ما استعجم من اسماء البلاد و المواضع (ج ۲)، ص ۳۶۸ و ۳۹۲ و ۵۱۰؛ ابن منظور انصاری، لسان العرب، مادہ خم و غدر؛ یا قوت حموی، معجم البلدان (ج ۲)، ص ۳۵۰

سیلاب کے راستہ میں طبعی نشیب (تالاب) بن گئے تھے اور سیلاب کے گزر جانے کے بعد باقی پانی ان میں ٹھہر جاتا تھا اور پانی کا یہ ذخیرہ سال بھر کام آتا تھا اور انہیں اصطلاحاً ”غدیر“ کہتے تھے۔ مختلف علاقوں میں سیلاب کے راستہ میں بہت سے تالاب بن گئے تھے جنہیں مختلف ناموں سے پہچانا جاتا تھا، اس غدیر کو بھی دوسرے تالابوں سے پہچاننے کے لئے ”غدیر خم“ کا نام دیا گیا تھا۔ اس تالاب کے کنارے ”سمر“ کے پانچ سرسبز و شاداب اور پرانے درخت تھے جو خاص صحرا کے درخت ہیں۔ گھنی ٹہنیوں اور پتیوں سے بھرے یہ پانچوں لمبے درخت، خستہ حال مسافروں کے لئے ایک اچھے سائبان کا کام کرتے تھے۔ اسی لئے ان حالات میں تین روزہ مراسم غدیر کے لئے یہ وسیع بیابان بہترین جگہ تھی اور تقریر کے لئے انہیں درختوں کے نیچے کی جگہ نظر میں رکھی گئی جہاں خطابت کے لئے ایک مناسب سائبان بھی تھا۔

غدیر کی تقریر

غدیر کے علاقہ میں ورود! غدیر کا یہ عظیم قافلہ جمعرات کے دن مکہ سے روانہ ہوا۔ ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد افراد پر مشتمل لوگوں کے ہجوم نے آنحضرتؐ کے ہمراہ غدیر کے پانچ روزہ سفر کا آغاز کیا۔ پانچ ہزار لوگ مکہ سے اور بارہ ہزار لوگ یمن سے بھی مراسم غدیر میں شرکت کے لئے آنحضرتؐ کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ پیغمبر اسلامؐ کے حکم کے مطابق کوئی حاجی مکہ میں باقی نہیں بچا تھا اور سبھی اسلام کے سب سے بڑے تاریخی اجتماع میں شرکت کی غرض سے سرزمین غدیر کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

مکہ سے نکلنے کے بعد سب پہلے منزل ”سیرف“ پر پہنچے اور وہاں سے ”مر الظهران“ تک آئے اور اس کے بعد ”عسفان“ کی آبادی تھی اور وہاں سے ”قدید“ پہنچے۔ پھر ”حجفہ“ کے قریب پہنچے جہاں پر غدیر خم واقع تھا۔ روز دو شنبہ اٹھارہ ذی الحجہ ظہر کے وقت یہ قافلہ غدیر خم کے علاقے میں پہنچا۔ آنحضرتؐ نے

۳۸۹، (ج ۳) ص ۱۵۹، (ج ۴) ص ۱۸۸؛ عاتق بن غیث البلاذی، معجم معالم الحجاز (ج ۱) ص ۱۵۶؛ علامہ مرتضیٰ زبیدی، تاج

العروس من جواهر القاموس، مادہ خم غدیر

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱)، ص ۳۸۷، (ج ۳۷)، ص ۳۳ و ۲۰۳ و ۲۰۴، (ج ۹۸)، ص ۲۹۸؛ عوامل العلوم (ج ۳/۱۵)، ص ۵۰، ۶۰،

۷۵، ۷۹، ۸۰، ۸۱؛ الغدیر (ج ۱)، ص ۲۲، ۱۰؛ سید ہاشم بحرانی، مدینۃ معاجز الأئمة الاثنی عشر و دلائل الحجج

علی البشیر، ص ۱۲۸؛ حرعالمی، الفصول المهمہ فی الاصول الاثنی عشر، ص ۲۴ و ۲۵

اپنے قافلہ کو دائیں طرف یعنی غدیر خم کی طرف موڑتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أُحِبُّوا دَاعِيَ اللَّهِ أَنَا رَسُولُ اللَّهِ - ترجمہ: اے لوگو! خدا کی طرف

دعوت دینے والے کا ساتھ دو کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ایک اہم پیغام پہنچانے کا وقت آچکا ہے۔ اس لئے آنحضرت نے حکم دیا کہ منادی اعلان کرے: ”سبھی لوگ رک جائیں۔ وہ افراد جو آگے نکل چکے ہیں وہ واپس آئیں اور وہ افراد جو پیچھے رہ گئے ہیں وہ یہاں تک پہنچیں۔“

تاکہ تمام لوگ آہستہ آہستہ پہلے سے معین شدہ جگہ پر جمع ہو جائیں۔ اسی طرح حکم دیا گیا کہ کوئی ان پرانے درختوں کے نیچے نہ جائے اور وہ جگہ تقریر اور خطبہ کے لئے خالی رہنے دی جائے۔ اس حکم کے بعد تمام سواریاں رک گئیں، جو لوگ آگے بڑھ گئے تھے وہ واپس آگئے اور سبھی لوگ غدیر خم کے علاقہ میں اتر گئے۔ ہر ایک نے اپنے لئے جگہ تلاش کر لی اور تین روز رکنے کے لئے خیمے لگائے گئے اور دھیرے دھیرے خاموشی چھا گئی۔

آج پہلی بار اس صحرا میں انسانوں کا یہ عظیم مجمع جمع ہو رہا تھا۔ پختن پاک یعنی پیغمبر اسلام، امیر المؤمنین، حضرت زہرا (ؑ)، امام حسن اور امام حسین کے انوار مقدس نے اس مجمع کی عظمت کو چار چاند لگا دیا تھا۔ مختلف قوموں، قبیلوں اور شہروں سے ایمان کے مختلف درجات پر فائز مرد اور عورتیں اپنے پیغمبر کے سامنے زانوئے ادب تہہ کئے ہوئے تھے۔

دھوپ کی شدت اور جلتی زمین کے باعث گرمی اس قدر اذیت ناک تھی کہ لوگ، یہاں تک کہ خود آنحضرت بھی، اپنے کپڑے کے ایک حصہ کو سر پر ڈال رکھا تھا اور دوسرے حصہ کو اپنے پیروں کے نیچے لپیٹ لیا تھا اور کچھ لوگ گرمی کی شدت کی وجہ سے اپنی عبا کو اپنے پیروں پر لپیٹے ہوئے تھے۔

منبر اور تقریر کی جگہ کی تیاری! پیغمبر اسلام نے اپنے چار خاص اصحاب یعنی مقداد، سلمان، ابوذر اور عمار کو پاس بلایا اور انھیں حکم دیا کہ پرانے درختوں کے پاس جائیں اور ان کے نیچے کی جگہ کو صاف ستھرا

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۷، (ج ۳) ص ۱۷۳، ۲۰۳، ۲۰۴، (ج ۹۸) ص ۲۹۸؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵) ص ۵۰، ۶۰، ۷۵،

کریں۔ ان لوگوں نے درختوں کے نیچے سے کانٹوں کو صاف کیا، پتھروں کو ہٹایا اور اس جگہ پر جھاڑو دیکر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔ پھر درختوں کی ڈالیوں کو جو زمین تک جھکی ہوئی تھیں کاٹ کر الگ کیا۔ اس کے بعد دو پیڑوں کے تنج کی ڈالیوں پر کپڑا ڈال کر سائبان بنایا تاکہ سورج کی گرمی سے بچا جاسکے۔ پھر سائبان کے نیچے پتھروں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھا گیا اور اونٹوں کے پالانوں کی مدد سے آنحضرتؐ کے لئے بلند قد کا منبر بنایا گیا اور اس پر چادر بچھائی گئی۔ منبر کو اس طرح بنایا گیا تھا کہ مجمع کے درمیان میں ہو اور پیغمبر اسلامؐ تقریر کے وقت لوگوں پر نظر رکھ سکیں، آپؐ کی آواز ہر ایک تک پہنچ سکے اور سبھی آپؐ کو دیکھ سکیں۔ مجمع کی کثرت کو دیکھتے ہوئے ربیعہ کو جو کہ بھاری آواز کا مالک تھا انتخاب کیا گیا تاکہ حضرتؐ کے کلام کو دور والے افراد کے لئے دہراتا رہے اور لوگ پیغمبر اسلامؐ کی تقریر کو اچھی طرح سے سن سکیں۔

پیغمبر اکرمؐ اور امیر المومنینؑ منبر پر: ظہر کے قریب لوگوں کا انتظار ختم ہوا، حضرتؐ کے موزن نے جماعت کے لئے آواز بلند کی، لوگ خیموں سے باہر نکلے اور منبر کے سامنے جمع ہوئے۔ نماز کی صفیں آراستہ ہوئیں۔ پیغمبر اکرمؐ بھی اپنے خیمہ سے باہر نکل کر مصلیٰ پر تشریف لائے اور نماز جماعت شروع ہوئی۔ اس کے بعد لوگوں کی نگاہوں کے سامنے پیغمبر اکرمؐ منبر غدیر پر تشریف فرما ہوئے اور آخری زینہ پر کھڑے ہوئے اور پھر حضرت امیر المومنینؑ کو اپنے قریب بلایا تاکہ منبر پر آپ کے داہنی طرف کھڑے ہوں۔ امیر المومنینؑ منبر پر آنحضرتؐ کے داہنی طرف اور آپ سے ایک زینہ نیچے کھڑے ہو گئے۔

اس وقت پیغمبر اکرمؐ کا دست مبارک امیر المومنینؑ کے شانہ پر تھا۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے مجمع کے دائیں اور بائیں طرف نگاہ دوڑائی اور انتظار کیا تاکہ سبھی لوگ جمع ہو جائیں، عورتیں بھی مجمع کے ایک طرف اس طرح بیٹھ گئیں کہ پیغمبر اسلامؐ کو بخوبی دیکھ سکیں۔ اب لوگ پوری طرح سے تقریر سننے کے لئے تیار تھے اور پھر پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تاریخی تقریر اور آخری خطبہ کا آغاز کیا۔

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۷، (ج ۳۷) ص ۲۰۹؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵) ص ۴۴، ۴۵، ۴۶؛ اثبات الہدایۃ (ج ۲) ص ۲۶۷، ج ۳۸۷ و ۳۹۱؛ القاضی السید نور اللہ الحسینی المرعشی التستری، احقاق الحق وازہاق الباطل (ج ۲۱) ص ۵۳ و ۵۷

پیغمبر اکرمؐ کی تقریر

میدان غدیر میں پیغمبر اکرمؐ کی تاریخی تقریر قریب ایک گھنٹہ کی تھی جس کی گیارہ حصوں میں وضاحت کی جاسکتی ہے:

بندہ خدا اور اس کا اطاعت گزار ہوں: آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے حق تعالیٰ کے صفات اور رحمتوں کا ذکر فرمایا اور پھر ذات الہی کے سامنے اپنی بندگی کا اقرار کیا اور فرمایا:

”میں اللہ تعالیٰ پر، اس کے ملائکہ پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس کے حکم کو سنتا ہوں اور اس کی اطاعت کرتا ہوں۔ ہر اس فعل کو بجالانے کی کوشش کرتا ہوں جس سے وہ راضی ہوتا ہے اور اس کے مقدرات کے سامنے سر تسلیم خم کئے رہتا ہوں۔“

یا ایہا الرسول بلغ: آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں اس بات کی وضاحت کی کہ علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں بہت ہی ضروری حکم کو لوگوں تک پہنچانا ہے۔ اگر اس پیغام کو نہ پہنچایا تو گویا رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں دیا ہے اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ آنحضرتؐ نے یہ تصریح کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اس طرح وحی بھیجی ہے:

”یا ایہا الرسول بلغ ما أنزل إليك من ربك وإن لم تفعل فما بلغك رسالته والله يعصمك من الناس: اے رسولؐ اس پیغام کو پہنچا دیجئے جو خدا کی طرف سے علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں آپ پر نازل کیا جا چکا ہے۔ یعنی خلافت علی ابن ابی طالبؑ اور اگر اس کام کو انجام نہ دیا تو گویا آپ نے اس کی رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں

۱۔ روضۃ الواعظین و بصیرۃ المتعظین (ج ۱) ص ۸۹؛ طبرسی، الاحتجاج علی اہل الجاح (ج ۱) ص ۶۶؛ علامہ مجلسی، حق الیقین، ص ۳۳۳، باب ۱۲؛ نزہۃ الکرام و بستان العوام (ج ۱) ص ۱۸۶؛ ابن جبیر، علی بن یوسف، نوح الایمان، ص ۹۲؛ بحار الانوار (ج ۳) ص ۲۰۱-۲۰۲؛ اثبات الہدایۃ (ج ۲) ص ۱۱۲، (ج ۳) ص ۵۵۸

دیا۔ خداوند آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔“

اس کے بعد آپ نے اعلان ولایت کے سلسلے میں پروردگار کے تاکید کی حکم کو صراحت کے ساتھ پیش کیا اور فرمایا:

”جبرئیلؑ تین بار میرے پاس آچکے ہیں اور خداوند کی طرف سے مجھے حکم دیا ہے کہ اس مجمع میں کھڑے ہو کر ہر کالے اور گورے کے لئے اعلان کر دوں کہ علی ابن ابی طالبؑ میرے بھائی، میرے وصی، میری امت میں میرے جانشین اور میرے بعد امام ہیں۔ انھیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ اور وہ خدا اور اس کے رسول کے بعد تم پر صاحب اختیار ہیں۔“

خداوند عالم نے اس بارے میں اپنی کتاب سے مجھ پر یہ آیت نازل کی ہے: اَلْمَا وَرِثِكُمْ اللهُ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ يَّقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُوْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (تمہارا ولی خدا اور اس کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکات دیتے ہیں) اور وہ علی ابن ابی طالبؑ ہیں کہ جنہوں نے نماز قائم کیا اور حالت رکوع میں زکات دی اور ہر حال میں خوشنودی خداوند عزوجل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہیں ہوگا جب تک کہ علیؑ کے حق کے بارے میں جو کچھ مجھ پر نازل ہوا ہے پہنچانہ دوں۔

قیامت تک کے لئے بارہ امام: آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے تیسرے حصہ میں اپنے بعد قیامت تک کے لئے بارہ اماموں کی امامت کا اعلان فرمایا تاکہ لوگوں کی طمع بالکل ختم ہو جائے۔ آپ نے مسئلہ کی اہمیت کو سمجھانے کے لئے فرمایا:

”اے لوگو! میں آخری بار ایسے مجمع میں خود موجود ہوں تو سنو، اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرو۔“

آنحضرتؐ کی تقریر کا ایک اہم نکتہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ ائمہ طاہرین کی ولایت ہر زمانہ اور ہر جگہ کے انسانوں کے لئے ہے اور آپ حضرات کے الفاظ جملہ امور میں نافذ ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا:

”خداوند عزوجل تمہارا ولی و معبود ہے۔ اور خدا کے بعد اس کا رسول اور پیغمبر جو تم سے مخاطب ہے اور میرے بعد خدا کے حکم سے علیؑ تمہارے ولی اور تمہارے امام ہیں اور ان کے بعد امامت میری نسل میں ان کے فرزندوں سے ہوگی اس وقت تک کہ تم خدا اور اس کے رسولؐ سے ملاقات کرو گے۔“

خدا اور رسولؐ کی طرف سے حلال و حرام اور دنیا و آخرت کے جملہ امور میں ائمہؑ کی نیابت، حضرتؑ کے خطبہ کا بہت ہی اہم نکتہ تھا جسے آپ نے بہت ہی باریک بینی کے ساتھ بیان فرمایا:

”کوئی بھی شے حلال نہیں مگر جس کو خدا اور اس کے رسولؐ اور ان لوگوں (ائمہؑ) نے حلال کیا ہو اور کوئی شے حرام نہیں مگر جس کو خدا اور اس کے رسولؐ اور ان لوگوں (ائمہؑ) نے حرام کیا ہو۔ خداوند عزوجل نے حلال و حرام کی مجھے پہچان کرائی ہے اور میرے پروردگار نے اپنی کتاب سے جو کچھ حلال و حرام کے بارے میں مجھے بتایا ہے اسے میں نے ان کے سپرد کر دیا ہے۔“

آنحضرتؐ نے ان تمام عظمتوں کو بیان کرنے کے بعد لوگوں کو آپ کی مخالفت کرنے سے منع کیا اور

فرمایا:

”اے لوگو! وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امام ہیں اور جس نے بھی ان کی ولایت کا انکار کیا خداوند متعال نہ اس کی توبہ قبول کرے گا اور نہ اسے بخشے گا۔ اے لوگو! خدا کی قسم گذشتہ پیغمبروں اور رسولوں نے مجھے بشارت دی ہے اور خدا کی قسم میں ختم المرسلین اور آسمانوں اور زمینوں کی تمام مخلوقات پر حجت ہوں، جس نے بھی ان مطالب میں شک کیا وہ جاہلیت اول کی طرح کافر ہو گیا اور جس نے بھی میرے اس اعلان میں شک کیا، اس نے مجھ پر نازل ہونے والی تمام چیزوں پر شک کیا اور جس نے بھی کسی ایک امام کے بارے میں شک کیا اس نے تمام ائمہؑ میں شک کیا اور ہمارے بارے میں شک کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند متعال کی طرف سے جبرئیل میرے لئے یہ خبر لائے ہیں اور کہا ہے کہ: جس نے بھی علیؑ سے دشمنی کی اور ان کی ولایت کو قبول نہیں کیا اس پر میری لعنت اور غضب ہو۔“

اب آنحضرتؐ اپنی تقریر کے نہایت اہم حصہ کو جس میں عمل بھی شامل تھا، لوگوں سے بیان کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے لوگوں کو اس کے لئے تیار کرنے کے لئے فرمایا:

”خدا کی قسم! تمہارے لئے نہ کوئی قرآن کے باطن کو بیان کرنے والا اور نہ ہی کوئی قرآن کی تفسیر کو ظاہر کرنے والا ہے مگر وہ شخص جس کا ہاتھ میں نے پکڑ رکھا ہے اور جسے اپنی طرف اوپر اٹھاؤں گا اور جس کے بازوؤں کو پکڑ کر اپنے دونوں ہاتھوں سے بلند کرونگا اور تمہیں سمجھاؤں گا کہ:

”جس جس کا میں مولا ہوں یہ علیؑ بھی اس اس کے مولا ہیں اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ میرے بھائی اور جانشین ہیں اور ان کی ولایت خداوند عز و جل کی طرف سے مجھ پر نازل کی گئی ہے۔“

اس کے بعد آنحضرتؐ نے اسلام کے دو عظیم رکن کے باہمی تعلق کو خوبصورت انداز میں پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”اے لوگو! علیؑ اور ان کی نسل سے میرے پاک و طاہر فرزند ثقل اصغر ہیں اور قرآن ثقل اکبر ہے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں خبر دیتا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ دونوں، لوگوں کے درمیان خداوند متعال کے امین اور زمین پر لوگوں کے حاکم ہیں۔“

اس مرحلہ میں آنحضرتؐ نے قطعی طور پر صاحب غدیر سے ہر طرح کے تعرض کو حرام بتایا اور فرمایا:

”یہ جان لو کہ میرے اس بھائی کے علاوہ کوئی امیر المؤمنین نہیں ہے، یا درکھو میرے بعد علیؑ کے علاوہ ”امیر المؤمنین“ بننا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔“

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ: خطبہ کے چوتھے حصہ میں پیغمبر اسلامؐ نے تمہیدی گفتگو اور خلافت و ولایت امیر المؤمنینؑ کی قدر و منزلت کا ذکر کرنے کے بعد، ہمیشہ کے لئے ہر طرح کے شک و شبہ کو

ختم کرنے اور کسی بھی طرح کی مخالفت کی کوشش کو نطفہ میں ہی ختم کرنے کے لئے جن امور کو زبانی طور پر بیان فرمایا تھا اسے عملی صورت میں انجام دیا۔

سب سے پہلے امیر المؤمنینؑ سے جو کہ منبر کے اوپر آپ کے پاس ہی کھڑے تھے فرمایا: ”میرے اور قریب آؤ۔“ امیر المؤمنینؑ قریب آئے۔ پیغمبرؐ نے پیچھے سے آپ کے دونوں بازوؤں کو پکڑا۔ اس وقت امیر المؤمنینؑ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا یا یہاں تک کہ دونوں حضرات کے ہاتھ آسمان کی طرف ہو گئے۔

اس کے بعد پیغمبر اسلامؐ نے امیر المؤمنینؑ کو جو ایک زینہ نیچے کھڑے تھے، اپنی جگہ سے اٹھایا یہاں تک کہ آپ کے دونوں پیر پیغمبر اکرمؐ کے زانوؤں کے برابر پہنچ گئے اور لوگوں نے آپ کے بغل کی سفیدی دیکھی جو کہ اس روز تک دیکھی نہیں گئی تھی۔ اس حال میں آپ نے فرمایا:

”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَاِلَ مِنْ وَاِلَاہُ وَاَعَادِ مَنْ عَادَاهُ وَ

اَنْصُرْ مَنْ نَصَرَهُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَهُ۔ ترجمہ: جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کے یہ علیؑ مولا ہیں، خدا یا دوست رکھ اسے جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو علیؑ کو دشمن رکھے۔ اور یاری کر اس کی جو یاری و مدد کرے ان کی اور اسے ذلیل کر جو ان کو ذلیل کرے۔“

پھر آپ نے ولایت امیر المؤمنینؑ کے ساتھ دین کے کامل ہونے کے بارے میں نزول وحی کے سلسلہ میں بتایا:

” پروردگارا! تو نے اس مطلب کے واضح ہونے اور آج کے دن علیؑ کے منصب خلافت سے منسوب ہونے پر اس آیت کو ان کے بارے میں نازل فرمایا: اَلْيَوْمَ اٰتَمَمْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ ترجمہ: آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا، تم پر اپنی نعمتوں کو تمام کر دیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہو گیا!“

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ
ترجمہ: اگر کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا انتخاب کرے گا تو ہرگز اسے قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ پروردگار تو گواہ ہے کہ میں نے پہنچا دیا ہے۔^۱

دینِ خدا کامل ہو گیا: تقریر کے پانچویں حصہ میں آنحضرتؐ نے صریحاً فرمایا:
”اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین کو ان کی امامت کے ساتھ کامل کر دیا۔ جو بھی ان کی اور ان کے جانشینوں کی جو کہ میرے فرزندوں میں سے اور ان کی نسل سے ہیں، پیروی نہیں کرے گا ایسے لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں حبط ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔“

آنحضرتؐ نے اس نعمت کی قدر و قیمت کو ظاہر کرنے کے لئے فرمایا:

”تمہارا پیغمبرؐ بہترین پیغمبرؐ، تمہارا وصیؐ بہترین وصیؐ اور ان کے فرزند بہترین اوصیاءؐ ہیں۔ اے لوگو! ہر پیغمبر کی نسل خود اس کے صلب سے ہے لیکن میری نسل امیر المؤمنین علیؑ کے صلب سے ہے۔“

اس کے بعد آنحضرتؐ نے امیر المؤمنینؑ کے فضائل کے کچھ گوشے بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”جان لو کہ علیؑ سے دشمنی نہیں کرے گا سوائے شقی کے اور علیؑ سے دوستی نہیں کرے گا سوائے متقی کے اور ان پر ایمان نہیں لائے گا سوائے مخلص مومن کے۔“

پھر آپ نے رَضِيَتْ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:
”اے لوگو! میں نے خدا کو گواہ بنا کر اپنی رسالت کو تم تک پہنچایا اور رسول کے ذمہ واضح ابلاغ کے سوائے کچھ نہیں ہے۔ اے لوگو! خدا سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے اور دنیا سے نہ جانا مگر یہ کہ مسلمان رہنا۔“

ماجرائے سقیفہ: پیغمبر اسلام نے اپنی تقریر کے چھٹے حصہ میں اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کو بیان کیا۔ آپ نے عذاب و لعن سے متعلق کچھ آیتوں کی تلاوت کی اور فرمایا:

”ان آیات کے منظور نظر میرے کچھ صحابی ہیں جن کے بارے میں مجھ حکم ہے کہ ان سے چشم پوشی کروں، لیکن انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے معاندوں، مخالفوں، خائنوں اور مقصروں پر مجھے حجت قرار دیا ہے، اور اس دنیا میں ان سے چشم پوشی کرنا، ان کے آخرت کے عذاب سے مانع نہیں ہے۔“

اس کے بعد آپ نے اپنی اور اپنے اہل بیت کی نورانی خلقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اے لوگو! خداوند عزوجل کی جانب سے مجھ میں نور ودیعت کیا گیا، پھر علی ابن ابی طالب کی ذات میں، اور اس کے بعد ان کی نسل میں مہدی قائم تک یہ نور ودیعت ہے۔“

اس کے بعد آپ نے ائمہ گمراہی و ضلالت کی طرف اشارہ کیا جو لوگوں کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں:

”اے لوگو! میرے بعد ایسے امام آئیں گے جو جہنم کی طرف دعوت دیں گے اور روز قیامت انہیں کوئی مدد نہیں ملے گی۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ ان سے بیزار ہے اور میں بھی ان لوگوں سے بیزار ہوں۔ اے لوگو! وہ لوگ اور ان کے تمام دوست و تمام تابعین اور پیروی کرنے والے جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہونگے اور تکبر کرنے والوں کی جگہ کتنی بری جگہ ہے۔“

اس کے بعد آپ نے ماجرائے سقیفہ کی طرف اشارہ کیا، جس کا نطفہ منافقین نے حجۃ الوداع کے موقع پر صحیفہ ملعونہ پر دستخط کر کے مکہ میں منعقد کیا تھا، اور فرمایا:

”معلوم ہونا چاہئے کہ وہ لوگ اصحاب صحیفہ ہیں پس تم میں سے ہر ایک اپنے صحیفہ پر نظر کرے۔“

جس وقت پیغمبر اکرم نے اصحاب صحیفہ کا نام لیا تو اکثر لوگ آنحضرت کے کلام کے مطلب کو نہیں سمجھ سکے اور ان کے لئے ایک سوال بن گیا۔ لیکن سقیفہ کے کارندے اور وہ لوگ جو آنحضرت کے ذریعہ ماجرا

سے مطلع ہو چکے تھے، آپ کے مفہوم کو سمجھ لیا۔ اسلام کے اس عظیم پیغام کو پہنچانے کے بعد آپ نے اپنے قلبی رضایت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

”میں نے اسے پہنچا دیا جس کے لئے مامور تھا تا کہ حجت رہے حاضر اور غائب پر اور ان تمام لوگوں پر جو موجود ہیں یا موجود نہیں ہیں، دنیا میں آچکے ہیں یا ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں۔ پس حاضرین غائبین کو اور والدین اپنے فرزندوں کو قیامت تک پہنچاتے رہیں۔“

آپ نے پھر سقیفہ کے بارے میں اور زیادہ وضاحت فرمائی:

”میرے بعد بہت جلد کچھ لوگ امامت کو بادشاہی کے عنوان سے ظلم و ستم کے ساتھ چھین لیں گے۔ خداوند غاصبوں اور تجاوز کرنے والوں پر لعنت کرے۔“

اس کے بعد آپ نے امتحان الہی اور غاصبوں کی عاقبت کو اس طرح بیان فرمایا:

”اے لوگو! خداوند عزوجل تمہیں تمہارے حال پر نہیں چھوڑے گا یہاں تک کہ خمیٹ کو پاکیزہ سے الگ کرے گا اور خداوند تمہیں غیب سے آگاہ نہیں کرتا۔ اے لوگو! کوئی بھی آباد سرزمین نہیں ہوگی مگر یہ کہ خداوند اس کے بسنے والوں کو آیات الہی کی تکذیب کے نتیجے میں روز قیامت سے پہلے ہلاک نہ کر دے گا اور ان کو حکومت امام مہدی کے تحت قرار دے گا۔ خداوند عزوجل اپنے وعدہ کو عمل تک پہنچاتا ہے۔“

ولایت اور محبت اہل بیت علیہم السلام: خطبہ کے ساتویں حصہ میں آنحضرت نے ولایت اور محبت اہل بیت علیہم السلام کے اثرات پر زور دیا اور سورہ حمد کو جسے تمام مسلمان روزانہ پڑھتے ہیں قرائت کیا اور فرمایا: یہ سورہ میرے بارے میں نازل ہوئی ہے اور قسم خدا کی ان (اماموں) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بطور عام ان کو شامل ہے اور بطور خاص ان لوگوں کے بارے میں ہے اور بیان فرمایا: کہ سورہ حمد میں اصحاب صراط مستقیم سے مراد شیعان اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

آپ نے جنت کے بارے میں قرآن مجید کی کچھ آیتیں تلاوت کرنے کے بعد فرمایا کہ ان آیتوں سے مراد شیعان و پیروان آل محمد علیہم السلام ہیں۔ آپ نے پھر اہل جہنم کے لئے کچھ آیتوں کی تلاوت کی اور فرمایا ان سے دشمنان آل محمد مراد ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا:

”تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے دوست وہ لوگ ہیں جو سلامتی اور امن کے ساتھ بہشت میں داخل ہونگے اور ملائکہ سلام کے ساتھ ان کی ملاقات کو آئیگے اور کہیں گے: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبْتُمْ فَاَدْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ۔ سلام ہو تم پر، پاکیزہ ہو گئے بس ہمیشہ کے لئے داخل بہشت ہو جاؤ۔“

آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے دوسرے حصہ میں نسل امامت کو محور گفتگو قرار دیا اور فرمایا: ”اے لوگو! تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ میں پیغمبر ہوں اور علیؑ امام اور میرے وصی ہیں ان کے بعد ان کی اولادیں امام ہیں۔ یاد رکھو کہ میں ان لوگوں کا باپ ہوں اور وہ سب ان کے صلب سے پیدا ہونگے۔“

حضرت مہدی عجل اللہ فرجہ الشریف: حضرت نے اپنے خطبہ کے آٹھویں حصہ میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم حجۃ بن الحسن المہدی اور احنالہ الفداح کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کیا اور حضرت کے اوصاف اور خصوصیت خاص کے بارے میں بتایا اور امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے ہاتھوں مستقبل میں عدل و انصاف سے بھری دنیا کی خوشخبری دی۔ آپ نے مزید فرمایا:

”جان لو کہ آخری امام مہدی قائم ہم میں سے ہیں۔ وہی تمام ادیان پر غلبہ کرنے والے، وہی ظالموں سے انتقام لینے والے، وہی قلعوں کے فتح کرنے والے اور انہیں منہدم کرنے والے ہیں۔ وہ اہل شرک کے ہر قبیلہ پر غالب اور ان کے ہدایت کرنے والے ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہی تمام اولیاء خدا کے خون کا انتقام لینے والے اور وہی دین خدا کی مدد کرنے والے ہیں۔“

جان لو کہ وہی گہرے سمندروں سے استفادہ کرنے والے ہیں۔ وہی ہر صاحب فضیلت کو اس کی فضیلت کے موافق اور ہر صاحب جہالت کو اس کی جہالت کے مطابق نشان گزاری کرنے والے ہیں۔ وہی خدا کے منتخب اور اختیار شدہ ہیں۔ وہی ہر علم کے وارث اور ہر فہم پر محیط ہیں۔“

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہی اپنے پروردگار کی طرف سے خبر دینے والے اور آیات الہی کو فضیلت دینے والے ہیں۔ وہی ہدایت شدہ اور محکم بنیاد والے ہیں۔ وہ وہی ہیں جس کے سپرد سارے کام ہیں۔ وہ وہی ہیں جس کے لئے گزرے ہوئے لوگوں نے بشارت دی ہے۔ وہ وہی ہیں جو حجت کے عنوان سے باقی رہنے والے ہیں اور ان کے بعد کوئی حجت نہیں ہے۔ کوئی حق ایسا نہیں جو ان کے ہمراہ نہ ہو اور کوئی نور ایسا نہیں جو ان کے پاس نہ ہو۔ آگاہ رہو کہ وہ وہی ہیں جس پر کوئی غالب نہیں۔ ان کے کسی مخالف کی مدد نہیں کی جائے گی۔ وہی زمین پر ولی خدا اور اس کی طرف سے مخلوقات کے درمیان حکم کرنے والے اور تمام پوشیدہ اور ظاہر پر اس کے امین ہیں۔“

غدیر کے ساتھ وفاداری کا عہد: حضرت نے اپنے خطبہ کے نویں حصہ میں مسئلہ بیعت کو پیش کیا اور اس کی اہمیت کو اس طرح واضح فرمایا:

”یہ جان لو کہ اپنے خطبہ کے اختتام کے بعد میں تمہیں بلاؤں گا اور ان کی بیعت و اقرار کے عنوان سے اپنے ہاتھ پر اور پھر ان کے ہاتھ پر تم سے بیعت لوں گا۔ جان لو کہ میں نے خدا سے بیعت کی ہے اور علیؑ نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لئے تم سے بیعت لوں گا۔“

اس بارے میں قرآن سے استناد کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ بِلِلَّهِ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَتْ فَاثْمًا يَنْكُثْ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا**۔ ترجمہ: جو لوگ تمہارے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہیں حقیقتاً وہ خدا کے ہاتھوں پر بیعت کر رہے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان لوگوں کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے بھی بیعت توڑی

اس نے اپنا ہی نقصان کیا۔ اور جس نے خدا کے ساتھ کئے ہوئے عہد و پیمان کی وفاداری کی اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عنایت کریگا۔

احکام الہی ہمیشہ کے لئے ہے: آنحضرتؐ نے اپنے خطبہ کے دسویں حصہ میں احکام الہی کے بارے میں گفتگو فرمائی۔ آپ نے مسلمانوں کے آئندہ مشکلات کی پیشینگوئی کرتے ہوئے فرمایا:

”اگر طویل زمانہ تم پر گزر گیا اور تم نے کوتاہی کی یا بھلا دیا ہے، علیؑ تمہارے ولی ہیں اور تمہارے لئے بیان کرنے والے ہیں۔ خداوند عز و جل نے میرے بعد ان کو تمام مخلوقات پر امین قرار دیا ہے۔ وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں، وہ اور دوسرے ائمہ جو میری نسل سے ہیں ان سے جس چیز کے بارے میں تم سوال کرو گے وہ تمہیں اس سے باخبر کریں گے اور ہر اس چیز کے بارے میں تمہیں بتائیں گے جسے تم نہیں جانتے۔“

پھر آپ نے احکام الہی کے غیر قابل تبدیل ہونے کے سلسلہ میں فرمایا:

”اے لوگو! ہر حلال جس کی طرف میں نے تمہاری رہنمائی کی ہے اور ہر حرام جس سے تمہیں منع کیا ہے، ہر گزان سے نہ منحرف ہوا ہوں اور نہ ان میں تبدیلی کی ہے۔ اس بات کو یاد رکھنا اور اس کو حافظہ میں محفوظ کر لینا اور ایک دوسرے کو سفارش کرتے رہنا اور اس میں تبدیلی نہ کرنا۔“

آپ نے مستقبل میں مسلمانوں کو درپیش مسائل کے بارے میں فرمایا:

”مجھے یہ حکم ہے کہ میں تم سے اس بات کی بیعت لوں کہ جو کچھ میں خداوند عز و جل کی طرف سے امیر المؤمنین علیؑ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں کے بارے میں لایا ہوں، تم قبول کرو گے یعنی وہ سب کے سب میری اور ان کی نسل سے ہیں اور امامت صرف انہیں لوگوں کے لئے مخصوص ہے، اور ان کے آخری، امام مہدیؑ ہیں۔“

پھر آپ نے پیغام غدیر کی تبلیغ کو سب سے اہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرار دیتے ہوئے

فرمایا:

”تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ عظیم ترین امر بالمعروف یہ ہے کہ میرے کلام کو سمجھو اور غیر حاضر لوگوں تک پہنچاؤ اور انہیں میری طرف سے اسے قبول کرنے کا حکم دو اور اس کی مخالفت کرنے سے منع کرو، کیونکہ یہ حکم خداوند عزوجل اور میری طرف سے ہے اور کوئی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر انجام نہیں پاتا مگر امام معصوم کے ذریعہ۔“

ائمہ اثنا عشر کے ہاتھوں بیعت کیجئے: حضرت کے خطبہ کے آخری حصہ میں زبانی بیعت انجام پائی۔ اس مقصد کے تحت دو تمہیدی گفتگو ہوئی اور سب سے پہلے اس زبانی بیعت کی وجہ بیان کی گئی۔ آنحضرت نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! تمہاری تعداد زیادہ ہے اور ایک ہاتھ سے ایک ہی وقت میں تم سب میری بیعت نہیں کر سکتے، اسی وجہ سے میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہاری زبان سے اقرار کروالوں ان چیزوں کے بارے میں جو میں نے علی ابن طالب اور ان کے بعد ان کی اور میری نسل سے آنے والے اماموں کے بارے میں بتایا ہے۔ اور میں نے تم کو سمجھا دیا ہے کہ میرے فرزند ان کے صلب سے ہیں۔“

دوسری بات اصل بیعت کی عبارتوں کا تعین تھا تا کہ تمام لوگ اس کا اقرار کریں اور یہی اقرار بیعت تھی۔ یہ بیعت وقتی مسئلہ پر نہیں تھی بلکہ ایک بہت ہی اہم اور ہمیشہ باقی رہنے والا اعتقادی مسئلہ تھا، اسی لئے حضرت نے مفصل عبارت اپنی زبان مبارک پر جاری کیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسے دھرائیں۔ آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بس سب لوگ ایسے کہئے:

”ہم نے سنا اور اطاعت کی، ہم راضی ہیں اور سر تسلیم خم کئے ہوئے ہیں ان چیزوں کے بارے میں جسے آپ نے ہمارے اور اپنے پروردگار کی جانب سے ہمیں پہنچایا ہے، ہمارے امام علی ابن ابی طالب امیر المؤمنین کی امامت کے بارے میں اور ان اماموں کے بارے میں جو ان کے صلب سے اس دنیا میں آئیں گے۔“

اس بات پر ہم اپنے دلوں، جانوں، زبانوں اور ہاتھوں سے آپ کی بیعت کرتے ہیں، اسی عقیدے پر ہم زندہ ہیں اور اسی پر مرینگے اور (روز قیامت) اسی کے ساتھ محشور ہونگے۔ ہم اس میں نہ کوئی تبدیلی کریں گے، نہ شک اور انکار کریں گے، نہ دل میں اس کی تردید کریں گے، نہ اس قول سے پھرینگے اور نہ اس عہد کو توڑینگے۔

آپ نے ہمیں مواعظ الہی کے ذریعہ نصیحت کی امیر المؤمنین علیؑ اور ان اماموں کے بارے میں جن کے لئے فرمایا کہ وہ آپ کی نسل سے ان کی اولادیں ہیں یعنی حسنؑ اور حسینؑ اور وہ تمام ائمہ جن کو خداوند عزوجل نے ان دونوں کے بعد منصوب کیا ہے۔

پس ان اماموں کے لئے ہم سے عہد و پیمان لیا گیا ہمارے دلوں، ہماری جانوں، ہماری زبانوں، ہمارے ضمیروں اور ہمارے ہاتھوں سے۔ جو ہاتھ سے بیعت کر سکتا ہے وہ ہاتھ سے بیعت کرے ورنہ اپنی زبان سے اقرار کرے گا، ہم ہرگز اس بیعت میں تبدیلی لانے کے در پے نہیں ہیں۔ خداوند عزوجل (اس بارے میں) ہمارے نفسوں میں وسوسہ نہ دیکھے۔

ہم ان باتوں کو آپ کی زبانی نزدیک اور دور کی اپنی اولادوں اور اپنے رشتہ داروں تک پہنچائیں گے اور خدا کو اس پر گواہ بنائیں گے، خداوند گواہی کے لئے کافی ہے اور آپ بھی ہمارے اس اقرار پر گواہ ہیں۔“

آنحضرتؐ جن باتوں کا لوگوں سے اقرار لینا چاہتے تھے اسے خاص عبارت میں پیش کیا تاکہ لوگ اپنے اپنے الفاظ میں اقرار نہ کریں بلکہ سبھی ایک بات پر بیعت کریں۔ لوگ ہر جملے کے بعد اسے دہراتے تھے اور اس طرح منبر سے عام بیعت لی گئی۔

آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اس نعمت پر خداوند عزوجل کا شکر یہ ادا کریں کہ اس نے لوگوں کو اجازت نہیں دی کہ اپنے ناقص انتخاب سے اپنے لئے خلیفہ کا منتخب کریں بلکہ ذات الہی نے براہ راست اس بارے میں فیصلہ کیا اور اسے افراد بشر کے لئے لازم قرار دیا۔

آنحضرتؐ نے اپنی تقریر کے اختتام پر ولایت کے اقرار کرنے والوں کے لئے دعا کی اور منکرین ولایت پر لعنت بھیجی اور خداوند عزوجل کی حمد کے ساتھ اپنے خطبہ کو ختم کیا۔

غدیر میں تین روزہ مراسم

غدیر و ولایت کی مبارکباد و تہنیت! خطبہ کے اختتام پر لوگوں کی آوازیں بلند ہوئیں کہ: ”ہاں، ہم نے سنا اور خدا و رسول کے حکم کے مطابق اپنے دل و جان و زبان اور ہاتھوں سے اطاعت کرینگے۔“ اس کے بعد لوگ پیغمبر اکرمؐ و امیر المومنینؑ کے گرد جمع ہو گئے اور بیعت کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ اسی حالت میں پیغمبر اکرمؐ فرماتے تھے: **الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي فَضَّلَنَا عَلَىٰ جَمِيعِ الْعَالَمِينَ**۔

قابل توجہ بات یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے کسی بھی کامیابی کے موقع پر چاہے وہ فتح مکہ ہی کیوں نہ ہو، وہ بات نہیں فرمائی جو غدیر کے موقع پر فرمایا۔ حضرتؑ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

”مجھے مبارکباد دو۔ مجھے تہنیت دو کیونکہ خداوند عزوجل نے مجھے نبوت اور میرے اہل بیتؑ کو امامت سے سرفراز کیا ہے۔“

اور یہ بہت بڑی فتح اور کفر و نفاق کے قلعوں کے منہدم ہونے کی علامت تھی۔ دوسری طرف پیغمبر اکرمؐ نے اپنے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں کے درمیان گھوم گھوم کر اس عبارت کو تکرار کرے:

”من كنت مولاه فهذا علي مولاه وال من والاه وعاد من عاداه وانصره
من نصره واخذل من خذله“۔

مردوں کی بیعت! پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تقریر کے ضمن میں وعدہ کیا تھا کہ تقریر کے بعد تمام لوگوں سے بیعت لی جائے گی۔ غدیر کی بیعت بارہ معصوم اماموں کی ولایت سے عہد و فاداری کے معنی میں تھی،

۱۔ بحار الانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۷؛ امالی شیخ مفید، ص ۵۷

۲۔ بحار الانوار (ج ۲۱) ص ۳۸۷، (ج ۲۸) ص ۹۰، (ج ۳) ص ۱۲۶ و ۱۲۷؛ الغدير (ج ۱) ص ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳؛ عوالم العلوم (ج

۳/۱۵) ص ۲۰۲ و ۲۰۳ و ۲۰۴ و ۲۰۵ و ۲۰۶ و ۲۰۷ و ۲۰۸ و ۲۰۹ و ۲۱۰ و ۲۱۱ و ۲۱۲ و ۲۱۳ و ۲۱۴ و ۲۱۵ و ۲۱۶ و ۲۱۷ و ۲۱۸ و ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۲۱ و ۲۲۲ و ۲۲۳ و ۲۲۴ و ۲۲۵ و ۲۲۶ و ۲۲۷ و ۲۲۸ و ۲۲۹ و ۲۳۰ و ۲۳۱ و ۲۳۲ و ۲۳۳ و ۲۳۴ و ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰

جس کا اصل مقصد آنحضرتؐ کی تقریر میں متعین ہو چکا تھا، اور لوگوں نے زبانی صورت میں اس کا اقرار بھی کر لیا تھا۔

پیغمبر اسلامؐ نے اپنی تقریر کے اختتام پر حکم دیا کہ دو خیمے لگائے جائیں۔ آپ نے ایک خیمہ خود اپنے لئے منتخب کیا اور اس میں تشریف فرما ہوئے اور امیر المومنینؑ کو حکم دیا کہ دوسرے خیمہ میں جلوہ افروز ہوں اور لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔

اس کے بعد لوگ گروہ گروہ پیغمبر اسلامؐ کے خیمہ میں حاضر ہوتے رہے اور آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے رہے اور مبارکباد دیتے رہے۔ پھر لوگ امیر المومنینؑ کے خیمے میں گئے اور پیغمبر اکرمؐ کے بعد امام و خلیفہ کے عنوان سے آپ کے ہاتھوں پر بیعت کی، وفاداری کا عہد کیا، امیر المومنینؑ کے عنوان سے آپ کو سلام کیا اور اس عظیم منزلت کی مبارکباد پیش کی۔

بیعت کا پروگرام تین روز تک چلتا رہا اور اس مدت میں آنحضرتؐ غدیر میں اقامت پذیر رہے اور تمام لوگوں نے اس میں شرکت کی۔

عورتوں کی بیعت! پیغمبر اسلامؐ نے حکم دیا کہ عورتیں بھی آپ کی بیعت کریں، امیر المومنینؑ کے عنوان سے سلام کریں اور آپ کو مبارکباد و تہنیت پیش کریں۔ آپ نے اس حکم کے بارے میں اپنی ازواج کو تاکید فرمائی تھی۔ اکثر عورتیں نامحرم تھیں اسی لئے آنحضرتؐ کے حکم کے مطابق ایک برتن میں پانی لایا گیا اور اس پر اس طرح پردہ لگایا گیا کہ عورتیں پردہ کے اس طرف اپنے ہاتھ کو پانی میں رکھتیں اور امیر المومنینؑ دوسری طرف اپنے ہاتھ کو پانی میں رکھتے تھے اور اس طرح عورتوں کی بیعت انجام پائی۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا (علیہا السلام) بھی غدیر میں موجود تھیں، اسی طرح پیغمبر اسلامؐ کی تمام ازواج، حضرت امیر المومنینؑ کی بہن جناب ام ہانی، جناب حمزہ کی صاحبزادی فاطمہ اور اسماء بنت عمیس بھی موجود تھیں۔

عمامہ سحاب! عرب قوم کے کسی بزرگ شخصیت کی ریاست کا اعلان کرنے کے لئے اس کے سر پر عمامہ باندھا جاتا تھا۔ اس رسم کی اہمیت اس وقت اور بڑھ جاتی تھی جب کوئی بزرگ اپنے عمامہ کو کسی کے سر پر باندھتا تھا جس کا مطلب تھا کہ اس کے اوپر مکمل اعتماد ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے مراسم غدیر میں اپنے عمامہ کو جس کا نام ”سحاب“ تھا، امیر المومنینؑ کے سر پر باندھا اور عمامہ کے آخری سرے کو آپ کے دوش پر لٹکا دیا اور فرمایا: ”عمامہ عرب کا تاج ہے۔“

امیر المومنینؑ اس بارے میں فرماتے:

”پیغمبر اکرمؐ نے غدیر خم میں میرے سر پر عمامہ باندھا اور اس کے ایک سرے کو میرے شانے پر لٹکا دیا اور فرمایا: خداوند عز و جل نے بدرو حسین کے دن میری نصرت ان ملائکہ سے کی جن کے سر پر ایسے ہی عمامہ بندھے ہوئے تھے۔“

محفل غدیر خم^۱: غدیر خم میں عرب کے بزرگ شاعر حسان بن ثابت بھی موجود تھے۔ انہوں نے آنحضرتؐ سے عرض کیا: یا رسول اللہ کیا اجازت ہے کہ وہ اشعار جو میں نے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی شان میں کہے ہیں آپ کو سناؤں؟ آنحضرتؐ نے فرمایا خدا کے نام اور اس کی برکت سے سناؤ۔
حسان بن ثابت ایک اونچی جگہ پر کھڑے ہوئے۔ لوگ ان کے اشعار کو سننے کے لئے جمع ہو گئے۔
ذیل میں حسان کے اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:

”کیا تم نہیں جانتے کہ محمدؐ پیامبر خدا، غدیر خم میں درختوں کے کنارے ندا کی حالت میں کھڑے ہوئے تھے اور جبرئیلؑ خداوند عالم کی طرف سے پیغام لائے تھے کہ اس امر میں سستی نہ کریں، آپ محفوظ رہیں گے اور جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے لوگوں تک پہنچادیں اور اگر نہ پہنچایا اور ظالموں سے ڈرے، اور دشمنوں سے حذر کیا تو گو یارسالت پروردگار کو انجام نہیں دیا۔“

۱۔ الغدیر (ج ۱)، ص ۲۹۱؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵)، ص ۱۹۹؛ اثبات الہدایۃ (ج ۲)، ص ۲۱۹، ح ۱۰۲

۲۔ بحار الانوار (ج ۲۱)، ص ۳۸۸، (ج ۳) ص ۱۱۲، ۱۶۶ و ۱۹۵؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵)، ص ۹۸، ۴۱، ۹۸، ۱۳۳ و ۲۰۱؛ محمد بن یوسف گنجی، کفایۃ المطالب فی مناقب علی بن ابیطالب، ص ۶۴

یہی وہ وقت تھا جب پیغمبر اسلامؐ نے حضرت علیؑ کو اپنے ہاتھوں پر بلند کیا اور بلند آواز میں فرمایا: تم میں سے جس جس کا میں مولا ہوں اور میرے کلام کو ذہن میں رکھتا ہے اور فراموش نہیں کرتا ہے، میرے بعد علیؑ اس کے مولا ہیں، پروردگارا، جو بھی علیؑ کو دوست رکھے اسے تو دوست رکھ، اور جو بھی علیؑ سے دشمنی رکھے اس سے تو دشمنی رکھ۔ پروردگارا، ان کی مدد کر جو اس امام کی مدد کرتے ہیں جو ہدایت کرتا ہے اور تاریکیوں میں چودھویں کے چاند کے مانند چمکتا ہے۔ پروردگارا! ان کے ذلیل کرنے والوں کو ذلیل کر اور روز قیامت جب حساب کیلئے کھڑے ہوں تو ان کو خود سزا دے۔“

اس کے بعد پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: ”اے حسان! جب تک اپنی زبان سے تم ہماری طرف سے دفاع کرتے رہو گے روح القدس کی طرف سے تمہاری تائید ہوتی رہے گی۔“

غدیر میں جبرئیل!: بعض خاص موقعوں پر ملائکہ انسانی شکل میں ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ غدیر خم میں بھی پیغمبر اکرمؐ کی تقریر کے بعد ایسا ہی واقعہ رونما ہوا اور ایک بار پھر سب پر حجت تمام ہو گئی۔ ایک خوبصورت آدمی جس سے خوشبو نکل کر فضا کو معطر کر رہی تھی لوگوں کے درمیان کہہ رہا تھا:

”خدا کی قسم، آج کے جیسا کوئی دن ہرگز نہیں دیکھا کہ کس قدر چچا زاد بھائی کے لئے تاکید کی، اس کے لئے عہد لیا کہ کافروں کے علاوہ کوئی اس عہد کو نہیں توڑے گا۔ وائے ہو ان پر جو پیمانہ توڑنے والے ہیں۔“

حضرت عمر، پیغمبر اکرمؐ کے نزدیک آئے اور بولے آپ نے سنا اس آدمی نے کیا کہا؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تم اسے پہچانتے ہو؟ کہا: نہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: وہ روح الامین جبرئیل تھے۔ تم ہوشیار رہنا اس عہد کو نہ توڑنا اور اگر ایسا کیا تو خدا، رسول، ملائکہ اور مومنین تم سے بیزار ہو جائیں گے۔

غدیر میں الہی معجزہ!: واقعہ غدیر کے تیسرے روز کے آخری پہر میں حارث ابن نعمان فہری اپنے بارہ ساتھیوں کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ کے پاس آیا اور بولا: اے محمد! میں آپ سے تین سوال کرتا ہوں:

(۱) اللہ کی وحدانیت اور اپنی رسالت کی گواہی کی بات اپنے پروردگار کی جانب سے لائے ہیں یا اپنی طرف سے کہتے ہیں؟
 (۲) نماز، زکات و حج و جہاد کو پروردگار کی جانب سے لائے ہیں یا اپنی جانب سے بیان کیا ہے۔
 (۳) علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں جو آپ نے فرمایا کہ من کنت مولاه فهذا علی مولاه، کیا یہ پیغام پروردگار کی جانب سے ہے یا آپ نے اپنی طرف سے کہا ہے۔ آنحضرتؐ نے تینوں سوالوں کے جواب میں ارشاد فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی ہے، میرے اور خدا کے درمیان جبرئیلؑ پیغام لانے والے ہیں اور میں پیغام خدا کا اعلان کرنے والا ہوں، اور اپنے پروردگار کی اجازت کے بغیر کسی خبر کا اعلان نہیں کرتا ہوں۔“

حارث نے کہا: ”خدا یا محمدؐ جو کہتے ہیں اگر حق ہے اور تیری جانب سے ہے تو میرے اوپر آسمان سے پتھر برسایا دردناک عذاب ہم پر بھیج دے۔“

جیسے ہی حارث کی بات ختم ہوئی اور وہ آگے بڑھا، خداوند قہار نے آسمان سے اس پر پتھر کا عذاب بھیجا جو اس کے سر پر پڑا اور وہیں اسے ہلاک کر ڈالا اور اصحابِ قبل کا قصہ ایک لاکھ بیس ہزار کے مجمع کے سامنے تکرار ہوا۔

اس واقعہ کے بعد، سئلَ سائلٌ بِعَذَابِ وَأَقْعِ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ^۲ کی آیت نازل ہوئی، پیغمبر اکرمؐ نے لوگوں کی طرف رخ کر کے فرمایا: کیا تم سب نے دیکھ لیا؟ سب نے کہا: ہاں، فرمایا: تم نے سن لیا؟ سب نے کہا: ہاں۔ لوگوں کے اس اقرار کے بعد آپ نے فرمایا:

”خوش نصیب ہے وہ جو ان کی ولایت کو قبول کرتا ہے، وائے ہوان پر جنھوں نے ان سے دشمنی کی۔ علیؑ اور ان کے شیعوں کو دیکھ رہا ہوں کہ روز قیامت اونٹوں پر سوار کر کے جنت کے باغوں میں سیر کرائے جا رہے ہیں اس حال میں کہ ان کے چہرے جو ان ہیں، ان کے

۱۔ بحار الانوار (ج ۳)، ص ۱۳۶، ۱۶۲ و ۱۶۷؛ عوالم العلوم (ج ۱۵/۳)، ص ۵۶، ۵۷، ۱۲۹ و ۱۳۳؛ الغدير (ج ۱)، ص ۱۹۳

۲۔ سورہ معارج، آیت ۱-۳

سروں پر تاج رکھے ہوئے ہیں اور انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔ خداوند کی رضائے عظیم سے وہ سرفراز ہیں۔ اور یہی عظیم کامیابی ہے، تاکہ جو ار رب العالمین کے حظیرۃ القدس میں مسکون ہوں، اس میں ان کے لئے جو وہ چاہیں گے، اور آنکھیں جس سے لذت پائیں گی وہ آمادہ رہے گا اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور ملائکہ ان سے کہیں گے: "سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ"۔^۱

اس معجزہ سے لوگوں پر یہ ثابت ہو گیا کہ "غدیر خم" میں پیغمبر اسلام نے حکم الہی سے حضرت علیؑ کو اپنا جانشین بنایا ہے۔ دوسری طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منافقوں کو ایک سبق مل گیا۔ حارث فہری جیسے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا اور رسول کا اقرار کرتے ہیں، لیکن یہ جاننے کے باوجود کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی ولایت خدا کی جانب سے ہے، صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم اس کو برداشت نہیں کر سکتے! خداوند جبار کے دندان شکن جواب نے ثابت کر دیا کہ علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والا حقیقت میں خدا اور رسول کے حکم کا منکر ہے۔

مراسم غدیر کا اختتام^۲: اس طرح سے تین روزہ مراسم غدیر اختتام پذیر ہوا اور یہ ایام "ایام الولایت" کے عنوان سے ذہنوں میں نقش کر گئے۔ عرب کے مختلف قبیلے اور گروہ، اپنے پیغمبرؐ کو وداع کر کے اور ان کے جانشین کی کامل معرفت کے ساتھ، اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوئے۔ پیغمبر اکرمؐ بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اس حال میں کہ کاروان نبوت کو اس کی منزل مقصود تک پہنچا چکے تھے۔ واقعہ غدیر کی خبر مختلف شہروں میں پھیل گئی اور بہت جلد عام ہو کر سبھی کے کانوں تک پہنچ گئی۔ بلا تردید یہ خبر مسافروں، ساربانوں اور تاجروں کے ذریعہ دنیا کے دور دراز ملکوں یعنی ایران و روم و چین تک پھیلی اور مسلمانوں کے علاوہ دوسرے بھی لوگ اس سے مطلع ہو گئے۔

۱۔ سورہ رعد، آیت ۲۳

۲۔ بحار الانوار (ج ۳۷)، ص ۱۳۶، (ج ۳۹)، ص ۳۳۶، (ج ۴۱)، ص ۲۲۸؛ عوالم العلوم (ج ۳/۱۵)، ص ۶۸؛ باشم بن سلیمان بحرانی، کشف المحجوب فی طریق خبر غدیر خم، ص ۱۰۹؛ محمد بن حسن الصفار، بصائر الدرجات، ص ۲۰۱

اس طرح خداوند کریم نے اپنی حجت کو لوگوں پر تمام کیا۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے فرمایا:
 ”مَا عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ تَرَكَ يَوْمَ الْغَدِيرِ لِأَحَدٍ
 حُجَّةً، وَلَا لِقَائِلٍ مَقَالًا! پیغمبر اکرمؐ نے روز غدیر کسی کے لئے کوئی عذر اور کسی کے
 لئے کوئی کلام باقی نہیں رکھا۔“